اداریہ

خلیج کی جنگ... اور پاکستان کے سیاسی بونے

فتح و شکست عزت و ذلت بلا شرکت غیرے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے جسے چاہے فتح سے ہمکنار کرے اور جسے چاہے ذلت آمیز شکست سے دوچار کر دے کسی کی پسند اور ناپسند سے کچھ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، انسان کے ذہن میں بنے ہوئے وہ تانے بانے اس وقت تار تار ہو جاتے ہیں جب اس کی توقع کے خلاف نتائج سامنے آتے ہیں۔ اگرچہ جنگ میں افرادی قوت اور جنگی ساز و سامان کے ساتھ ساتھ اچھے مقاصد بھی نتائج پر اثر انداز ہوتے ہیں لیکن ان کی حیثیت ثانوی ہے۔

خلیج کی جنگ اپنی منطقی انجام کو پہنچ چکی ہے۔ ڈیڑھ ماہ تک جاری رہنے والی یہ جنگ ایک ایسی ذلت آمیز شکست پر اختتام پذیر ہوئی جس پر ہر دانش مند اپنا سر پکڑ کر رہ گیا اور اس بے مقصد اور خودکشی کے مترادف جنگ پر عراقی صدر کے رویئے پر ماتم کناں ہے اور اس شکست کو عراقی صدر کی ہٹ دھرمی، انانیت اور خود غرضی کی بدترین مثال گردان رہا ہے۔ شاید تاریخ میں اس سے بڑھ کر بیوقوف احمق، نالائق اور ناعاقبت اندیش سربراہ کسی جگہ برسرِ اقتدار نہ آیا ہو جس نے اتنی بے دردی سے اپنی قوم کو ہلاکت میں ڈالا ہو اور اپنے ملک کو تباہ و برباد کیا ہو۔ اپنی قوم کو سبز باغ دکھا کر جنگ کی بھٹی میں جھونک دینے والے خود غرض صدر نے اس وقت کویت خالی کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب سب کچھ ہاتھ سے نکل چکا تھا بلکہ ایسی ذلت آمیز شکست صدام کا مقدر بنی جس کی مثال بھی تاریخِ عالم میں نہیں ملتی۔ اس درندہ صفت آدم خور نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اب خود ہی اپنی قوم کو سزا دینے پر تلا ہوا ہے اور نہایت بے دردی سے سینکڑوں افراد کو موت کے گھاٹ اتار چکا ہے اور نہ جانے یہ سلسلہ کب تک جاری رہے اور اس وقت عراق میں خانہ جنگی

کی کیفیت ہے۔ یہ ہنگامہ آرائی کیا رنگ لائے گی اور کتنی قیمتی جانیں ضائع ہوں گی۔ ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہوگا۔ دراصل عراقی قوم اب اس رسوائی کا بدلہ اس بھیڑئیے سے لینے پر تلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔

یہ سب کچھ صدام ہی کی ہٹ دھری کا نتیجہ ہے اور وہی اس کا ذمہ دار بھی! یقیناً اس خطرناک کھیل میں اس کے پیشِ نظر کچھ اپنے مقاصد ہوں گے جن کے حصول کے لیے وہ انسانیت کا قاتل بنا ہوا ہے۔

لیکن افسوس تو پاکستان کے سیاسی بونوں پر ہے جو محض اپنی پسند اور ناپسند کی بناپر اور روایتی طرزِ عمل کی وجہ سے اس جرم میں برابر کے شریک ہو چکے ہیں بلکہ صدام کی طرح برابر کے مجرم ہیں۔ ان سیاسی لیڈروں نے صدام کی سیاسی اور اخلاقی طور پر بے حد مدد کی اور اس کی مجرمانہ کاروائیوں کو نہ صرف درست قرار دیا بلکہ اس کے لیے عوام الناس کو سڑکوں پر لائے تاکہ صدام کی غیر قانونی، غیر اخلاقی، غیر سیاسی اور غیر شرعی کاروائی کو جواز کی سند جاری کر سکیں۔ ان سیاسی بونوں میں قاضی حسین احمد، شاہ احمد نورانی، مولوی فضل الرحمان، نصراللہ خان خاص طور پر شامل ہیں۔ سیاست سے نابلد یہ مہرے اب بھی ضدی بچوں کی طرح اس بات پر مصر ہیں کہ یہ وقتی شکست عنقریب بڑی فتح میں تبدیل ہو جائے گی حالانکہ صدام خود اس بات کا اعتراف کر چکا ہے کہ اس کے خلاف سازش ہوئی ہے اور اب عراقی قوم خود میدانِ عمل میں آچکی ہے تاکہ اس بدترین ڈکٹیٹر سے نجات حاصل کر سکے لیکن عقل سے عاری یہ سیاستدان اب بھی صدام کے گن گا رہے ہیں اور اسے مسلمانوں کا نجات دہندہ اور فاتح قرار دے رہے ہیں۔ خاص کر عربوں کے ٹکڑوں پر پلنے والی جماعت اسلامی اب کویتی اور سعودی شیوخ کو قاتل اور شیطان قرار دے رہی ہے۔ اے کاش! اس ناعاقبت اندیش امیر جماعت کو اتنی فرصت ہو کر وہ اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھ سکیں کہ آج وہ خود اور انکی جماعت جس مقام پر ہے وہ کس کی مرہونِ منت ہے ان تمام سیاسی لیڈروں میں فکری اور نظریاتی انتشار موجود ہے اور کوئی بھی ایک دوسرے کو ایک نظر نہیں بھاتا لیکن ان میں قدرِ مشترک ایک ہے کہ حکومت کی مخالفت میں یہ لوگ متحد و متفق ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام سیاسی شکست خوردہ اپنے

زخم چاٹنے پر مجبور ہیں اور ان کا ایک ہی مطمع نظر ہے کہ حکومت کی مخالفت کرو ورنہ عراقی عوام یا صدام سے انہیں کیا ہمدردی ہے جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اب صدام خود اپنی عوام کو ذبح کر رہا ہے لیکن مجال ہے ان کے کان پر جوں تک رینگی ہو۔ سعودی عرب پر تیرہ بازی کرنیوالے ناداں دوست اور عراقی عوام پر ہونے والے ظلم پر ہلکان ہونیوالے یہ سیاسی لیڈرے اب صدام کے ظلم و جارحیت پر کیوں خاموش ہیں ؟ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اب عراقی عوام ہمدردی کے مستحق نہیں رہے ؟ کیا اب اگر صدام خود انہیں قتل کرے کیمیائی گیس کے بم گرائے تو سب درست اور جائز ہے ؟ امریکہ کا مذمت کرنے والوں کا کیا یہ دوہرا معیار نہیں ہے ؟ دوغلی چال چلنے والے سیاستدانوں کے پاس اب کیا سند جواز ہے ؟ جس کی وجہ سے وہ عراقی صدر کی اس مجرمانہ کاروائی پر خاموش ہیں خاص کر قاضی حسین احمد جو خلیج کے مسئلہ پر حقائق کے خلاف دیدہ دانستہ من گھڑت پروپیگنڈہ کرتے چلے آئے ہیں اب بھی عرب شیوخ کو موردِ الزام ٹھہرا رہے ہیں۔ صدام کی اس وحشیانہ کاروائیوں کا جائزہ لیں جو ہمارے ہی اخبارات میں سہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں... اے کاش ان کے پاس سوچنے کا کوئی وقت ہو۔

دراصل اس خلیج کی جنگ سے ایک بات کھل کر سامنے آئی کہ یہ سیاسی گماشتے محض اپنی انانیت خود غرضی اور حکومت کی مخالفت اور انہیں بلیک میل کرنے کے لیے ایسے مؤقف کو اپناتے ہیں۔ اپنے مقاصد کے حصول تک نعرہ بازی اور اخباری بیانات داغے جاتے ہیں بعد میں اس سے بھی بڑے ظلم ہوں تو ان کی بلا سے.. محض اپنے نعرے لگوانے اور اپنی انا کی تسکین کے لیے خلیج کے مسئلہ پر سیاستدانوں نے جو پالیسی اپنائی وہ انتہائی قابلِ مذمت ہے اور یقیناً صدام کی طرح یہ بھی مجرموں کی فہرست میں اپنا نام درج کروا چکے ہیں۔ اور یہ سیاسی کھیل کھیلنے والے سیاسی لیڈر نہیں بلکہ سیاسی بونے ہیں جو عقل و شعور سے عاری سیاسی مداری ہیں۔

اس موقعہ پر ہم متحدہ جمعیت اہلحدیث کے قائدین کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں جن کی سیاسی بصیرت اور اصولی مؤقف نے متحدہ جمعیت اہلحدیث کا نام روشن کیا اور امید کرتے ہیں کہ آئندہ بھی متحدہ جمعیت اہلحدیث اصولی قانونی اخلاقی اور سیاسی مؤقف اختیار کرتے وقت حق اور سچائی کے معیار کو سامنے رکھے گی اور "قولوا قولا سدیدا" کی مثال ثابت ہوگی۔